Fikr-o-Nasar (Islamabad) 43:3 (2006)

فکر و نظر............ اسلام آباد   جلد: ۴۳   شمارہ: ۳

موزوں پر مسح کرنے کا تواتر عملی سے ثبوت

پروفیسر حافظ محمد شریف شاکر☆

تواتر عملی کی جامع تعریف:

تواتر عملی، سنت متواترہ کی عملی شکل کا نام ہے۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ سنت متواترہ کی تعریف بیان کرتے ہیں:

"والمتواترة اما متواترة بالتعامل کاکثر اصول العبادات و المعاملات و الاخلاق او متواترة بالروایة اما بالمعنیٰ فقط وهی کثیرة او باللفظ ایضاً وهی قلیلة جدا۔ (۱)

"سنت متواترہ یا تو تعامل سے ثابت ہوتی ہے جیسے عبادات، معاملات اور اخلاق کے اصول ہیں یاسنت متواترہ روایت سے ثابت ہوتی ہے: یا تومعنوی طور پر سنت کا متواتر ہونا ثابت ہوتاہے اور یہ بہت زیادہ ہے، یا سنت کا لفظی طور پر متواتر ہونا ثابت ہوتاہے اور یہ بہت کم ہے۔

یہاں زیر نظر مقالہ میں اس سنت متواترہ کا تذکرہ مقصود ہے جو تعامل سے ثابت ہوئی ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ کے عمل، خلفاء راشدین کے عمل اور اصحاب رسول یا تابعین وغیرہ کے عمل کا تواتر کے ساتھ ثابت ہونا صحتِ نقل پر منحصر ہے۔

اللہ کے رسول علیہ السلام کے جملہ اعمال شریفہ اور آپؐ کے تمام اخلاق فاضلہ احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں، مثلا آپؐ کی زبان مبارک ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتی تھی۔ یہ آپؐ کا متواتر عمل ہے، آپؐ کے اس متواتر عمل کے بارے میں صحیح بخاری میں یہ الفاظ آئے ہیں: "کان النبیﷺ یذکراللہ علی کل احیانہ" نبیﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کیاکرتے تھے۔ (۲)

"کان یذکر" ماضی استمراری ہے جس میں دوام پایا جاتاہے۔ لہٰذا آپ کا یہ فعل متواتر عملی ثابت ہوا۔

ماضی استمراری سے عمل متواتر کا ثبوت ملتاہے۔ مثلاً:

☆ جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.   http://iri.iiu.edu.pk/

”کان رسول الله ﷺ یصلی العصر و الشمس مرتفعة حیة فیذهب الذاهب إلی العوالی فیأتیهم والشمس مرتفعة و بعض العوالی من المدینة علی أربعة أمیال أو نحوه.“[۳]

”رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے (جب) کہ سورج (ابھی) زندہ بلند ہوتا تھا، (مدینہ سے) جانے والا عوالی جا پہنچتا، سورج (اس وقت تک) بلند ہوتا تھا، جبکہ بعض عوالی مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہیں۔“

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا متواتر عمل ذکر کیا گیا ہے۔

نماز میں اور اس کے بعد جس قدر اوراد و اذکار رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کرتے رہے وہ سب کے سب سنت متواترہ بالتعامل ہیں۔ حالانکہ ان میں سے اکثر اذکار اخبارِ آحاد میں مذکور ہیں۔ لہٰذا اس تواتر عملی کے محض اخبار آحاد میں مذکور ہونے کی وجہ سے اسے تواتر بالروایہ سے موسوم نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ یہ تواتر عملی ہی ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق کثیر عاملین کے عملِ متواتر سے ہے۔ جبکہ متواتر بالروایۃ کا تعلق ایسی خبر متواتر سے ہے جس کے رواۃ ہر طبقہ میں اتنے زیادہ ہوں کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا عادتاً محال ہو۔

لہٰذا اخبار آحاد میں مذکور ہونے والا رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ کا دوامی عمل بھی تواتر عملی تصور ہوگا۔ کیونکہ نبیؐ کے بعد امت کے لیے نمونۂ عمل اصحابؓ رسول ہیں اور ان میں سے خلفائے راشدین زیادہ اہمیت کے حامل ہیں ان کے طریقہ کو اپنانے کا حکم رسول اطہر ﷺ کی پاک زبان سے یوں صادر ہوا :

”فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ.“[۴]

میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے ڈاڑھوں کے نیچے دبا لو یعنی مضبوطی سے اسے تھام رکھو۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کے عمل متواتر کو درج ذیل حدیث سے سمجھا جاسکتا ہے:

”عن انس ان رسول الله ﷺ وأبابکر وعمر وعثمان کانوا یفتتحون القراء ة بِ (الحمدلله رب العلمین).“[۵]

”رسول اللہ ﷺ، ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ الحمد لله رب العلمین سے قراء ۃ کا آغاز کیا کرتے تھے۔“

تواتر عملی کی مثالیں:

جو کام رسول اللہ ﷺ نے جاری فرمایا اور اس پر عہد صحابہؓ اور مابعد میں عمل ہوتا آ رہا ہے یہ تواتر عملی کہلاتا ہے۔ اسلام کے تمام احکام زکوۃ، نماز، نماز باجماعت، جمعہ، عیدین، حج، کنگھی کرنا ایسے بہت سے دیگر نیک اعمال جن کا اجراء رسول اللہ ﷺ نے یا آپ کے اصحاب کرامؓ نے خصوصاً خلفائے راشدین یا ان میں سے کسی ایک خلیفہ نے فرمایا اور وہ صحابہؓ کے دور میں جاری رہا خواہ اس کے بعد بھی اس پر عمل ہوتا رہا وہ تواتر عملی کی تعریف میں آتا ہے۔ ایسے ہی جو کام آپؐ کے دور میں ہوتا آیا اور صحابہ کے دور میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا اور وہ کسی وجہ سے بعد میں جاری نہیں رہ سکا وہ بھی تواتر عملی میں ہی آئے گا۔

اگر کوئی کام رسول اللہ ﷺ نے کیا پھر کسی وجہ سے ترک کر دیا اور (اس کے بعد) صحابہؓ نے اسے جاری کیا اور اس پر عمل ہوتا آیا تو یہ بھی تواتر عملی میں آتا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے قیام اللیل کو رمضان میں با جماعت ادا کیا لیکن فرضیت کے خوف سے اسے ترک کر دیا (کیونکہ نبیؐ کا متواتر عمل کرنا امت کے لیے فرض کی حیثیت رکھتا ہے) پھر دورِ صدیقی میں اس پر عمل نہیں ہوا، اور عہد فاروقی میں اسے فاروقِ اعظمؓ نے جاری کیا اور آج تک جاری ہے یہ بھی تواتر عملی میں شامل ہے۔

ایسے ہی وہ کام جو رسول اللہ ﷺ نے جاری کیا اور کسی ایک خلیفہ راشد نے اسے روک دیا یا اس پر عمل نہیں کیا تو وہ تواتر عملی ہے، کیونکہ نبی کا عمل وحی الہی ہے اور صحابہ کا عمل نبی کے عمل کو منسوخ نہیں کر سکتا، اس کی مثال ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک شمار کرنا ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں، ابوبکرؓ کے زمانہ میں اور عہدِ فاروقیؓ کے شروع میں عمل ہوتا آیا(۶) لیکن حضرت عمرؓ نے تین طلاق کو تین جاری کردیا اور پھر اس سے رجوع فرما لیا(۷) اور جو کام صحابہؓ کے دور کے بعد شروع ہوا وہ سنت نہیں بلکہ بدعت کے زمرہ میں آتا ہے۔

بیک وقت دو عمل سنت متواترہ ہو سکتے ہیں:

نماز شروع کرتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانا اور کندھوں تک ہاتھ اٹھانا دونوں عمل سنت سے ثابت ہیں: حنفی اور شافعی مذہب کا ذکر کرتے ہوئے صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

”و یرفع یدیه حتی یحاذی بابهامیه شحمة اذنیه وعند الشافعی یرفع الی منکبیه“

(نمازی اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ اپنے دونوں انگوٹھے اپنے کانوں کی لوکے برابر کرلے اور شافعی کے ہاں اپنے دونوں کندھوں تک اٹھائے۔‘‘(۸)

اور پھر دونوں اماموں کے مذہب کی دلیلیں حدیث سے ذکر کرتے ہوئے صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

’’له حديث ابی حميد الساعدی قال كان النبی عليه السلام اذا كبر رفع يديه الى منكبيه ولنا رواية وائل ابن حجر والبراء وانس ان النبی عليه السلام كان اذا كبر رفع يديه حذاء اذنيه‘‘(۹)

شافعی کی دلیل ابوحمید ساعدی کی حدیث ہے آپ نے کہا نبی علیہ السلام جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے تھے اور ہماری (حنفیوں) دلیل وائل بن حجر، براء اور انسؓ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے۔

کانوں تک اور کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کے یہ دونوں عمل تواتر عملی ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے آج تک ان دونوں طریقوں پر امت مسلمہ عمل کر رہی ہے۔

رات کے کسی بھی حصہ میں قیام کرنا تواتر عملی ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ابتدائی حصہ میں، وسط میں اور رات کے آخری حصہ میں قیام فرمایا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

’’من كل اللّيل قد أوتر رسول الله ﷺ من أول اللّيل وأوسطه وآخره فانتهٰى وتره إلى السحر.‘‘(۱۰)

(رسول اللہ ﷺ نے رات کے شروع میں، درمیان میں اور اس کے آخر میں وتر ادا کیے اور آپ کے وتر سحری تک جاپہنچے۔

چنانچہ مولانا عبدالحیی لکھنوی لکھتے ہیں:

’’از معاینۂ احادیث مختلفہ واضح میشود کہ اطلاق وتر گاہے بر نماز تہجد و قیام لیل کہ طاق باشد می آید وایں وتر عین تہجد است۔‘‘(۱۱)

(مختلف احادیث دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ بعض دفعہ تہجد اور قیام لیل جو طاق ہو اس کے لیے تہجد کا لفظ بولا جاتا ہے اور یہ وتر عین تہجد ہے)

آپؐ نے انہی تین وقتوں میں قیام لیل کی جماعت کرائی۔

مولانا عبدالحیی لکھنوی لکھتے ہیں:

''پس روایات آں دال اند بر ایں کہ آں قیام از اول شب بعد عشاء بود تا ثلث شب باول مرتبہ، و نصف شب بمرتبہ دوم، و تاوقت سحر بشب سوم۔''(۱۲)

(اس نماز کی روایات سے پتا چلتا ہے کہ یہ قیام پہلی مرتبہ عشاء کے بعد ایک تہائی رات تک تھا اور دوسری مرتبہ نصف رات تک اور تیسری مرتبہ سحری کے وقت تک تھا)

رسو ل اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ بھی ان تمام اوقات میں قیام لیل فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں:

وکان الناس یقومون اولہ(۱۳)

اورلوگ رات کے اول حصہ میں قیام کیا کرتے تھے۔

اوردوسری حدیث میں سائب بن یزید فرماتے ہیں:

''وما کنّا ننصرف إلا فی فروع الفجر''(۱۴)

ہم (قیام لیل کے بعد) طلوع فجر کے قریب لوٹتے تھے۔

اور عبداللہ بن ابی بکر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں:

''کنا ننصرف فی رمضان، فنستعجل الخدم بالطعام مخافة الفجر''(۱۵)

''ہم رمضان میں (قیام لیل کے بعد) لوٹتے تو فجر کے خوف سے خدام سے جلد کھانا تیار کرواتے تھے۔''

اسی طرح حج کی تما م اقسام: تمتع، قران اور افراد بھی تواتر عملی ہے اور مختلف اقسام پر امت مسلمہ عمل پیرا ہے۔

موزوں پر مسح کرنے کا تواتر عملی سے ثبوت

''عن المغیرة بن شعبة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذھب لحاجته فی غزوة تبوک، قال المغیرة فذھبت معه بماء فجاء رسول اللہ ﷺ فسکبتُ علیه الماء فغسل وجھه ثم ذھب یُخرج یدیه من کمی جبته فلم یستطع من ضیق کمی الجبة فأخرجھما من تحت الجبة فغسل یدیه ومسح برأسه ومسح علی الخفین فجاء رسول اللہ ﷺ وعبدالرحمن بن عوف یؤمھم وقد صلی بھم رکعة فصلی رسول اللہﷺ الرکعة التی

بقيت عليهم ففزع الناس فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أحسنتم."[16]

[مغیرہؓ بن شعبہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں قضا ئے حاجت کے لیے گئے، مغیرہ کہتے ہیں کہ میں پانی لے کر آپؐ کے ساتھ گیا، رسول اللہ ﷺ آئے تو میں نے آپؐ (کے ہاتھوں) پر پانی بہایا تو آپؐ نے اپنا چہرہ دھویا، پھر آپ ﷺ اپنے جبہ کی آستینوں سے اپنے ہاتھ نکالنے لگے لیکن جبہ کی آستینوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے آپؐ طاقت نہ رکھ سکے تو آپؐ نے انہیں جبہ کے نیچے سے نکالا پھر انہیں دھویا اور اپنے سر کا مسح کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا پھر رسول اللہ ﷺ آئے تو عبد الرحمٰن بن عوف ان (صحابہ) کی امامت کر رہے تھے اور ان کو ایک رکعت پڑھا چکے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے وہ رکعت پڑھی جو ان پر باقی تھی، لوگ گھبرائے تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کرنے کے بعد فرمایا: کہ تم نے اچھا کام کیا]

اس حدیث کی سند امام مالکؒ نے یوں ذکر کی ہے:

"**يحي عن مالک عن ابن شهاب عن عباد بن زياد من ولد المغيرة بن شعبة عن أبيه عن المغيرة بن شعبة**"

''ابن شہاب عباد بن زیاد سے جو کہ مغیرہؓ بن شعبہ کی اولاد سے ہے، وہ اپنے باپ مغیرہ بن شعبہ سے''

یہ عباد بن زیاد، عبیداللہ بن زیاد کا بھائی ہے۔ اس کے باپ کو زیاد بن ابی سفیان بھی کہا جاتا ہے اور یہ ۵۳ھ میں سجستان کا والی رہا ہے۔ اسے ابن حبان نے ثقہ کہا اور مسلم، ابو داوٗد اور نسائی نے اس کی روایت لی ہے۔ یہ ۱۰۰ھ میں فوت ہوا۔ اسے مغیرہ کی اولاد شمار کرنا امام مالکؒ کا وہم ہے۔[17]

اس میں انقطاع بھی پایا جاتاہے کیونکہ عباد نے مغیرہ سے نہیں سنا اور مغیرہ کو دیکھا تک نہیں ہے۔ زہری اس حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں: "**عن عباد عن عروة و حمزة ابني المغيرة عن ابيهما**" (عباد سے وہ مغیرہ کے دو بیٹوں عروہ اور حمزہ سے اور وہ دونوں اپنے باپ مغیرہ سے) اور بعض دفعہ زہری اس کو حمزہ کے سوا اکیلے عروہ سے روایت کرتے ہیں۔[18]

دارقطنی لکھتے ہیں:

"رواہ مالک عن الزھری عن عباد بن زیاد رجل من ولد المغیرۃ، عن المغیرۃ ووھم فیہ رحمہ اللہ وھذا مما یعتد بہ علیہ لأنہ عباد بن زیاد بن أبی سفیان وھو یروی ھذا الحدیث عن عروۃ بن المغیرۃ عن أبیہ۔"(۱۹)

"امام مالک نے اس (حدیث) کو "زہری عن عباد بن زیاد رجل من ولد المغیرۃ" سند سے روایت کیا اور مالک رحمہ اللہ کو اس میں وہم ہوا اور یہ بات آپ کے خلاف جاتی ہے، کیونکہ وہ عباد بن زیاد بن ابی سفیان ہے اور وہ اس حدیث کو عروہ بن مغیرہ عن ابیہ سے روایت کرتا ہے۔"

"وروی ھذا الحدیث اسحاق بن راھویہ عن روح بن عبادۃ عن مالک عن الزھری عن عباد بن زیاد عن رجل من ولدالمغیرۃ عن المغیرۃ ،فان کان روح حفظہ عن مالک ھکذا فقد اتی بالصواب عن الزھری ۔"(۲۰)

"اسحاق بن راہویہ نے اس حدیث کو "روح بن عبادۃ عن مالک عن الزھری عن عباد بن زیاد عن رجل من ولد المغیرۃ عن المغیرۃ" (سند) سے روایت کیا ہے، اگر روح نے اس کو مالک سے اسی طرح یاد کیا ہے تو اسے مالک سے درست چیز حاصل ہوئی ہے۔"

زہری کی صحیح روایت کی نشان دہی کرتے ہوئے دارقطنی لکھتے ہیں:

"قد روی ھذا الحدیث یونس بن یزید الأیلي وعمرو بن الحارث وابن جریج وابن إسحاق وصالح بن أبی أخضر عن الزھری عن عباد بن زیاد عن عروۃ ابن المغیرۃ عن أبیہ وھو الصحیح عن الزھری۔"(۲۱)

"اس حدیث کو یونس بن یزید ایلی، عمرو بن حارث، ابن جریج، ابن اسحاق اور صالح بن ابی اخضر (پانچ رواۃ) نے زہری سے "عن عباد بن زیاد عن عروۃ ابنی المغیرۃ عن ابیہ۔" (سند) سے روایت کیا ہے اور یہ زہری سے صحیح (سند) ہے۔

"(علاوہ ازیں) اس حدیث کو اسامہ بن زید لیثی، برد بن سنان، اور ابن سمعان نے "عن الزھری عن عروۃ بن المغیرۃ عن ابیہ، (سند) سے روایت کیا، اور اس سند میں "عباد" کا ذکر نہیں کیا۔ (یعنی اس میں انقطاع ہے) اور اس حدیث کو جعفر بن برقان نے "حمزہ" کا اضافہ کر کے "عن الزھری عن عروۃ و حمزۃ ابنی المغیرۃ عن ابیھما" (سند) سے روایت کیا اور "عباد" کا ذکر

نہیں کیا۔‘‘[۲۲] (یہ سند بھی منقطع ہے) اور اس حدیث کو مکحول نے عباد بن زیاد سے اس نے مغیرہ سے روایت کیا۔ ان دونوں (عباد اور مغیرہ) کے درمیان کسی کا تذکرہ نہیں کیا، اور صحیح قول یونس اور عمرو بن حارث کا ’’عن ابن جریج‘‘ کہنا اور ان کی متابعت کرنے والوں کا ہے۔[۲۳]

حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: امام مالک کی روایت سے اس حدیث کی سند موطا وغیرہ میں قائم سند نہیں ہے کیونکہ ابن شہاب (زہری) اس (حدیث) کو صرف ’’عباد بن زیاد عن عروة و حمزة ابنی المغیرة بن شعبة عن ابیه المغیرة بن شعبة‘‘ سے روایت کرتے ہیں اور بعض دفعہ ابن شہاب نے یہ حدیث ’’عباد بن زیاد عن عروة بن المغیرة عن ابیه‘‘ سے روایت کی ہے اور حمزہ بن مغیرہ کا ذکر نہیں کیا اور بعض دفعہ مغیرہ کے دونوں بیٹوں حمزہ اور عروہ کو اس حدیث میں اپنے باپ مغیرہ سے روایت کرنے میں جمع کر دیا ہے۔ امام مالک کا اس حدیث کو ’’ابن شهاب عن عباد بن زیاد عن المغیرة‘‘ سے روایت کرنا مقطوع ٹھہرتا ہے۔ اور عباد بن زیاد نے نہ تو مغیرہ کو دیکھا اور نہ ہی اس سے کچھ سنا ہے۔[۲۴]

مولانا کاندھلوی لکھتے ہیں:

> ’’و قال الدارقطنی وابن المدینی وابن معین: فوهم مالک فی إسناده فی موضعین: أحدهما قوله: ’’عباد من ولد المغیرة‘‘ والثانی: اسقاطه من الإسناد عروة وحمزة قاله السیوطی. قال الحافظ فی تهذیبه: والاصل انما هو عن الزهری عن عباد بن زیاد عن ابن المغیرة عن أبیه المغیرة. هکذا رواه جماعة من المحدثین.‘‘[۲۵]
>
> ’’دارقطنی، ابن مدینی اور ابن معین نے کہا ہے کہ مالک کو اس کی سند میں دو جگہ وہم ہوا۔ ایک تو آپ کا عباد بن زیاد کو مغیرہ کی اولاد سے کہنا، دوسرا سند سے عروہ اور حمزہ کو ساقط کرنا، یہ بات سیوطی نے کہی ہے۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں کہا ہے کہ اصل میں یہ حدیث ’’زهری عن عباد بن زیاد عن ابن المغیرة عن ابیه المغیرة‘‘ سند سے ہے، اسی طرح اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔‘‘

مولانا کاندھلوی ’’عباد من ولد المغیرة‘‘ کے ’’مِن‘‘ میں نساخ کی غلطی بتاتے ہیں کہ یہ اصل میں ’’عباد عن ولدالمغیرة‘‘ تھا نساخ سے یہاں تحریف ہو گئی یہ امام مالک کا وہم نہیں ہے۔ اور دوسری چیز لفظ ’’عن‘‘ کی (’’عن ابیه عن المغیرة بن شعبة‘‘ میں) ’’عن ابیه‘‘ کے بعد زیادتی ہے۔ جیسا کہ زرقانی کے نسخہ میں ہے، جبکہ درست ’’عن ابیه المغیرة بن شعبة‘‘ ہے۔[۲۶]

یہ ساری بحث اس حدیث کی سند سے متعلق تھی جہاں تک موزوں پر مسح کرنے کے مسئلہ کا تعلق ہے تو یہ رسول اللہﷺ کے عملِ تواتر سے ثابت ہے اور حدیثِ مغیرہ بھی کئی صحیح سندوں کے ساتھ ثابت ہے۔ مولانا کاندھلوی لکھتے ہیں:

"ومع هذا كله فالحديث عن المغيرة متواتر"

اس ساری بحث کے باوجود مغیرہ سے مروی حدیث متواتر ہے۔(۴۷)

امام سیوطیؒ موزوں پر مسح کے بارے میں مغیرہ بن شعبہ کی حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابن سعد نے طبقات میں بسند صحیح مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا کہ اس سے پوچھا گیا کہ کیا ابو بکرؓ کے سوا اس امت میں سے کسی نے نبیﷺ کی امامت کی ہے؟ تو مغیرہ نے کہا: ہاں، ہم سفر میں تھے، جب سحری کا وقت ہوا تو آپ چل پڑے، میں بھی آپ کیساتھ چل پڑا یہاں تک کہ ہم لوگوں سے اوجھل ہوگئے، آپ اپنی سواری سے اترے اور (چلتے چلتے) مجھ سے اوجھل ہو گئے آپ مجھے نظر نہیں آرہے تھے، آپ بہت دیر کے بعد (واپس) آئے، میں نے آپ (کے ہاتھوں) پر پانی ڈالا تو آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ پھر ہم سوار ہو گئے تو ہم نے لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ اقامت ہو چکی تھی اور عبدالرحمٰن بن عوف نے ان کے امام بن کر ان کو ایک رکعت پڑھا دی تھی اور وہ دوسری رکعت میں تھے، میں نے انہیں مطلع کرنا چاہا، تو آپؐ نے مجھے روک دیا، ہم نے جو رکعت پائی اسے ادا کیا اور جو ہم سے گزر چکی تھی وہ (اٹھ کر) پڑھی۔ نبیﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھنے کے بعد فرمایا :"**ما قبض نبی قط حتی یصلی خلف رجل صالح من امته.**" کسی بھی نبی نے جب تک اپنی امت کے کسی نیک شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی، تب تک اللہ نے اس کی روح قبض نہیں کی۔"(۴۸)

حافظ ابن عبدالبر نے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث اپنی مندرجہ ذیل سند کے ساتھ ذکر کی ہے اس میں واقعہ کی مزید تفصیل ملتی ہے:

> "**اخبرنا عبدالله بن محمد قال حدثنا احمد بن جعفر قال حدثنا عبدالله بن احمد بن حنبل قال حدثنی ابی قال حدثنا سعد و یعقوب یعنی ابنی ابراهیم بن سعد قالا: حدثنا ابی عن صالح عن ابن شهاب قال: حدثنی عباد بن زیاد قال حدثنا سعد بن ابی سفیان عن عروة بن المغیرة عن ابیه المغیرة بن شعبة قال تخلفت مع رسول اللهﷺ فی غزوة تبوک فتبرز رسول الله ﷺ...... فقال احسنتم واصبتم ،یغبطهم ان صلوا الصلاة**

لوقتها."(۲۹)

"مغیرۃ بن شعبہ نے کہا کہ میں رسول اللہﷺ کیساتھ غزوۂ تبوک میں قوم سے پیچھے رہ گیا، رسول اللہﷺ قضائے حاجت کے لیے جنگل کی طرف نکلے پھر آپ نے مجھے لوٹا تھما دیا، (مغیرہ نے) کہا کہ آپ میری طرف پلٹے اور لوٹا میرے پاس تھا، (مغیرہ نے) کہا: تو میں نے رسول اللہﷺ کے دونوں ہاتھوں پر پانی گرایا، پھر آپ نے ناک میں پانی ڈال کرجھاڑا، یعقوب (بن ابراہیم بن سعد)نے کہا: پھر آپ نے کلی کی، پھر آپ نے تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو (کہنیوں تک) دھونا چاہا، آپ نے جبہ کی آستینوں سے ہاتھ نکالنا چاہا تو جبہ کی آستینیں تنگ ثابت ہوئیں تو آپ نے جبہ کے نیچے سے ہاتھ نکالے، آپ نے تین دفعہ اپنا دائیاں ہاتھ دھویا اور تین دفعہ بائیاں ہاتھ اور اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے دونوں موزوں کا مسح کیا اور انہیں اتارا نہیں، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے انہیں اس حالت میں پایا کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف کو آگے کیا ہوا ہے اور وہ انہیں نماز پڑھا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتوں میں سے ایک باجماعت پالی پس آپ نے آخری رکعت لوگوں کے ساتھ عبدالرحمٰن کی نماز کے ساتھ (عبدالرحمٰن کی اقتداء میں) پڑھی، جب عبدالرحمٰن نے سلام پھیرا تو رسول اللہﷺ اپنی نماز پوری کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، اس چیز نے لوگوں کو گھبراہٹ میں ڈال دیا، لوگوں کی کثرت نے سبحان اللہ کہا، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کی تو فرمایا تم نے خوب کیا اور درست کیا، آپؐ ان کے وقت پر نماز پڑھنے پر رشک فرمارہے تھے۔"

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی حدیث تقریباً ساٹھ طرق سے مروی ہے، حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

اما طرق حدیث المغیرۃ علی الاستیعاب فلا سبیل لنا الیھا،وقد قال ابوبکر البزار: روی ھذاالحدیث عن المغیرۃمن نحوستین طریقا."(۳۰)

"جہاں تک مغیرہ بن شعبہ (سے مروی) حدیث کے طرق کا تعلق ہے، تو ان (طرق) کا مکمل حصول ہمارے بس میں نہیں ہے۔ ابوبکر بزار (م۲۹۲ھ) نے کہا ہے کہ یہ حدیث مغیرہ سے تقریباً ساٹھ طرق سے روایت کی گئی ہے۔"

موزوں پر مسح کی حدیث کے بارے میں ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

قد ثبت باحادیث کثیرۃ صحیحۃ تقرب من حد التواتر، وروی المسح علی الخفین عن

رسول الله صلی الله علیه وسلم نحو اربعین من الصحابة." (۳۱)

"حد تواتر کے قریب بہت سی صحیح احادیث سے مسح کرنا ثابت ہے، تقریباً چالیس صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے موزوں پر مسح کرنا ذکر کیا ہے۔"

زبیدی (۱۲۰۵ھ) نے اس حدیث کے چھیالیس صحابہ رواۃ کے نام ذکر کیے ہیں۔ (۳۲) "احمد بن حنبل نے کہا کہ اس بارے میں چالیس صحابہ نے روایت کی ہے۔" (۳۳)

"حسن بصری (م ۱۱۰ھ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ستر اصحاب نے مجھے یہ حدیث روایت کی ہے کہ "ان رسول الله یمسح علی الخفین" رسول اللہ ﷺ موزوں پر مسح کیا کرتے تھے۔" (۳۴)

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ حفاظ کی ایک جماعت نے صراحتاً کہا ہے کہ مسح علی الخفین متواتر ہے اور بعض محدثین نے اس کے رواۃ جمع کیے تو ان کی تعداد اَسّی سے بڑھ گئی۔ (۳۵)

مسح علی الخفین پر صحابہؓ کا عمل:

ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق سے طریق حسان (عمدہ اسناد) کے ساتھ جن (صحابہ) کے بارے میں ہمیں روایت کیا گیا کہ انہوں نے سفر و حضر میں موزوں پر مسح کیا اور اس کا حکم دیا، وہ [۱] عمر بن خطاب [۲] علی بن ابی طالب [۳] عبدالرحمٰن بن عوف [۴] سعد بن ابی وقاص [۵] ابن مسعود [۶] ابن عمر [۷] ابن عباس [۸] ابن مسعود [۹] انس بن مالک [۱۰] براء بن عازب [۱۱] حذیفہ بن یمان [۱۲] مغیرہ [۱۳] سلمان [۱۴] بلال [۱۵] خزیمہ بن ثابت [۱۶] عمرو بن ابی امیہ [۱۷] عبداللہ بن حارث بن جریر الزبیری [۱۸] ابو ایوب [۱۹] جریر [۲۰] ابو موسیٰ [۲۱] عمار [۲۲] سہل بن سعد، اور [۲۳] ابوھریرۃ رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کے غیر سے کوئی اختلاف مروی نہیں ہے، ہاں، عائشہ، ابن عباس اور ابوہریرہؓ سے کچھ مروی ہے جو (صحیح) ثابت نہیں ہے۔ ان تین صحابہ سے بھی مسح علی الخفین کے حق میں روایات ملتی ہیں۔ (۳۶)

عائشہ صدیقہؓ کی حدیث

ابن عبدالبر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"عن شریح بن هانی قال سألت عائشة رضی الله عنها عن المسح علی الخفین فقالت سل علی ابن ابی طالب فانه کان یغزو مع رسول الله ﷺ فسألته فقال: قال رسول الله ﷺ ثلاثة أيام ولياليهن للمسافر ويومٌ و ليلة للمقيم." (۳۷)

''شریح بن ہانی کا بیان ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ علیؓ سے پوچھو کیو ں کہ وہ رسول اللہﷺ کی معیت میں جہاد کیا کرتے تھے، تو میں نے علیؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ مسافر کے لیے تین دن تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے۔''

حضرت عائشہؓ کے جواز مسح علی الخفین پر اس حدیث سے یوں استدلال کیا گیا ہے کہ اگر آپ عدم جواز کی قائل ہوتیں تو سائل کو عدم جواز کا فتوی دیتیں، اسے علیؓ کے پاس ہرگز نہ بھیجتیں۔

ابن عباسؓ کی حدیث

قطر کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے کہا کہ عکرمہؓ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا: ''سبق الکتاب الخفین'' کتاب (المائدۃ :٦) خفین پر سبقت لے گئی۔'' عطاء نے کہا کہ عکرمہ نے جھوٹ کہا ہے، میں نے ابن عباسؓ کو ان پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔''(۳۸)

عن مالک عن نافع و عبداللہ بن دینار أنھما أخبراہ أن عبداللہ بن عمر قدم الکوفة علی سعد بن ابی وقاص، وھو أمیرھا، فرآہ عبداللہ بن عمر یمسح علی الخفین، فأنکر ذلک علیه، فقال له سعد: سل أبا ک إذا قدمتَ علیه فَقَدِمَ عبداللہ، فنسی أن یسئل عمر عن ذلک، حتی قدم سعد، فقال: أسألت أباک؟ فقال: لا، فسأله عبداللہ فقال عمر: إذا أدخلت رجلیک فی الخفین، وھما طاھرتانِ، فامسح علیھما، قال عبداللہ: وان جاء أحد نا من الغائط؟ فقال عمر: نعم، وان جاء أحدکم من الغائط.''(۳۹)

[امام مالک روایت کرتے ہیں کہ نافع اور عبد اللہ بن دینار نے انہیں بتایا کہ عبد اللہ بن عمر حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس کوفہ آئے اور وہ وہاں کے گورنر تھے اور عبد اللہ بن عمر نے انہیں موزوں پر مسح کرتے دیکھا تو آپ کو ان کا یہ کام کچھ اچھا نہ لگا، تو سعد نے ان سے کہا کہ جب تم اپنے ابا کے پاس آؤ تو ان سے پوچھنا، عبداللہ آئے تو حضرت عمرؓ سے پوچھنا بھول گئے یہاں تک کہ حضرت سعدؓ آ گئے، تو انہوں نے کہا؛ کیا آپ نے اپنے ابا سے پوچھا ہے؟ ابن عمر نے کہا نہیں پھر عبداللہ نے حضرت عمرؓ سے پوچھ لیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: جب تم اپنے پاؤں باوضو ہونے کی صورت میں موزوں میں داخل کرو تو ان پر مسح کرو!۔ عبداللہ نے کہا کہ اگر ہم میں سے کوئی بیت الخلا سے آئے؟ کہا ہاں، اگرچہ تمہارا کوئی ایک شخص بیت الخلا سے ہی کیوں نہ آئے۔]

اس حدیث سے صحابہ کا موزوں پر مسح کرنا ثابت ہوا:

”عن مالک عن نافع ان عبداللہ بن عمر بال فی السوق ثم توضأ فغسل وجھه ویدیه ومسح برأسه ثم دعی لجنازة لیصلی علیھا حین دخل المسجد فمسح علی خفیه ثم صلی علیھا.“[۴۰]

[امام مالک نافع سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے بازار میں پیشاب کیا پھر وضوکیا تو اپنا چہرہ اوراپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور اپنے سر کا مسح کیا، پھر آپ کو نماز جنازہ پڑھانے کے لیے بلایا گیا، جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا پھر نماز جنازہ پڑھائی]

”عن مالک عن سعید بن عبد الرحمان بن رقیش انه قال: رأیت انس بن مالک أتی قبا فبال، ثم أتی بوضوء فتوضأ فغسل وجھه ویدیه إلی المرفقین ومسح برأسه ومسح علی الخفین ثم جاء المسجد فصلی“[۴۱]

[امام مالک، سعید بن عبدالرحمٰن بن رقیش سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے انسؓ بن مالک کو دیکھا کہ وہ قبا میں آئے، آپ نے پیشاب کیا، پھر آپ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا تو آپ نے وضو کیا، اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، اور اپنے سر کا مسح کیا پھر آپ مسجد میں آئے تو نماز پڑھی۔]

العمل فی المسح علی الخفین (موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ)

”یحي عن مالک عن ھشام بن عروة انه رأی أباہ یمسح علی الخفین، قال وکان لا یزید إذا مسح علی الخفین، علی أن یمسح ظھورھما ولا یمسح بطونھما.“[۴۲]

[مالک ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے اپنے باپ (عروہ) کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا اور وہ مسح کرتے وقت موزوں کی پشتوں پر مسح سے زیادہ کچھ نہ کرتے اور ان (موزوں) کے اندرونی (نیچے کے) حصے پر مسح نہ کرتے تھے۔]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

”لوکان الدین بالرأی لکان أسفل الخفّ أولی بالمسح من أعلاہ،وقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یمسح علی ظاھر خفیه.“[۴۳]

اگر دین رائے کے مطابق ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح کرنا اس کے اوپر مسح کرنے سے

بہتر ہوتا، اور بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں کی پشت پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

موزوں پر مسح کرنے کی کیفیت میں فقہاء کا اختلاف

موزوں پر مسح کرنے کی کیفیت میں فقہا نے اختلاف کیا ہے۔ مالک اور شافعی فرماتے ہیں کہ ان کے ظہور و بطون پر مسح کرے اور یہ ابن عمر اور ابن شہاب کا قول ہے۔ عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا کہ مجھے نافع نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو موزوں کے ظاہری اور باطنی (حصوں) پر مسح کرتے دیکھا۔ اس نے کہا کہ معمر نے زہری سے (روایت کرتے ہوئے) ہمیں بتایا کہ (زہری) جب اپنے موزوں پر وضو (یعنی مسح) کرتے تو اپنا ایک ہاتھ موزوں کے اوپر اور دوسرا موزوں کے نیچے رکھتے تھے۔ اور مالک نے ابن شہاب سے (روایت کرتے ہوئے) ذکر کیا کہ آپ (مالکؒ) نے موزوں پر مسح کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا تو زہری نے مالک کو اس طرح کا جواب دیا جیسا معمر نے اس (ابن شہاب زہری) سے نقل کیا ہے۔

مالک اور شافعی نے کہا کہ اگر کوئی موزوں کے نیچے کے حصے کے سوا ان کی پشت پر مسح کرلے تو یہ اس کے لئے کافی ہے، مگر مالک نے کہا کہ جو شخص اس کو کرلے تو وہ وقت کے اندر اندر لوٹالے، اس نے کہا کہ جو شخص موزوں کے ظاہر کے سوا ان کے باطنی حصے پر مسح کرتا ہے تو یہ اس کے لیے کافی نہیں اور اس کے ذمہ وقت کے اندر اور وقت گزرنے کے بعد امام مالکؒ اور آپ کے اصحاب کے ہاں اعادہ ہے، مگر اشہب (م۲۰۴ھ) سے ایک روایت کی گئی ہے کہ اس نے کہا کہ موزوں کا ظاہر اور باطن برابر ہے۔ اور عبداللہ بن نافع نے کہا کہ جو شخص موزوں کے ظہور پر تو مسح کرلے اور بطون پر نہ کرے تو وہ وقت کے اندر اور اس کے بعد اعادہ کرے۔[۴۴]

امام شافعی کا مشہور قول یہ ہے کہ جو شخص موزوں کی پشت پر مسح کرلے اور اسی پر اکتفا کرے تو یہ اس کے لئے کافی ہے۔ اور جو شخص ان کی پشت کے سوا اس کے باطن پر مسح کرے اس کے لیے کافی نہیں ہوگا، اور یہ شخص ماسح نہیں ہوگا۔ یہ قول مالک کے قول کے مثل مساوی ہے۔ شافعی کا ایک اور قول، اشہب کے قول جیسا ہے کہ موزوں کے بطون پر مسح کرلے اور ان کے ظہور پر مسح نہ کرے تو اس کے لیے کافی ہے۔ اور آپ (شافعی) کے مذھب میں صحیح یہ ہے کہ موزہ کا اعلیٰ اس کے اسفل سے کفایت کر جائے گا، اور موزہ کے اسفل کا مسح کفایت نہیں کرے گا، اور موزوں کے اعلیٰ و اسفل پر مسح کرنے میں شافعی اور مالک کی حجت (دلیل) وہ حدیث ہے جو ہمیں (یعنی ابن عبدالبر کو) عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن نے روایت کی، اس نے کہا: ہمیں عبداللہ بن احمد بن حنبل نے روایت کی، اس

نے کہا ہمیں ولید بن مسلم نے روایت کی، اس نے کہا ہمیں ثور نے رجاء بن حیوہ سے (اس نے) مغیرہ بن شعبہ کے کاتب سے، اس نے مغیرہ بن شعبہ سے (روایت کی) کہ رسول اللہﷺ نے وضو کیا تو موزہ کے اعلیٰ و اسفل پر مسح کیا۔(۴۵)

موزوں کے نیچے مسح کرنے کے بارے میں مندرجہ بالا جس قدر اقوال آئے ہیں ان سب کی بنیاد کاتب مغیرہ کی مندرجہ ذیل حدیث ہے جس کے بارے میں ابن عبدالبر ابوبکر الاثرم کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"قال ابو بکر الاثرم سألت احمد بن حنبل عن هذاالحدیث فقال ذکرته لعبدالرحمان بن مهد ی فذکر عن ابن المبارک عن ثور قال: حُدِّثتُ عن رجاء بن حیوة عن کا تب المغیرة ولیس فیه المغیرة، وهذا افساد لهذا الحدیث بما ذکر من الاخلال فی اسناده."(۴۶)

"ابوبکر اثرم کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے بارے میں احمد بن حنبلؒ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث عبدالرحمٰن بن مہدی سے ذکر کی تو آپ نے ذکر کیا: "**عن ابن المبارک عن ثور قال حدثت عن رجاء بن حیوة عن کاتب المغیرة.**" اس (کی سند) میں "المغیر ۃ" نہیں ہے، اور یہ اس حدیث کو خراب کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی سند میں خلل (المغیر ۃ) ذکر کیا گیا ہے۔"

عبدالرحمٰن بن مہدی کے قول کا مطلب واضح ہے کہ اس کی سند میں فی الحقیقت مغیرہ کا تذکرہ نہیں ہے لہذا یہ حدیث مرسل ہے، جبکہ مغیرۃ کا تذکرہ کرنے سے سند متصل بن جاتی ہے اور سند متصل کہنا اس حدیث کی علت ہے۔ لہذا یہ حدیث متصل السند نہیں بلکہ مرسل ہے، اور مرسل ضعیف اور ناقابل حجت ہوتی ہے۔

ابن عبدالبر نے ایک اور سند کے ساتھ اسے مغیرہ کا تذکرہ کئے بغیر مرسل روایت کیاہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"وقد حدثنا سعید بن نصر...... عن ثور بن یزید عن رجاء بن حیوة عن کاتب المغیرة عن النبیﷺ انه کان یمسح اعلیٰ الخفین و اسفلهما."(۴۷)

دیکھ لیجیے! یہاں کاتب مغیرہ کے بعد مغیرہ کا تذکرہ نہیں ہے۔

امام دارقطنی کے شاگرد (البرقانی، م ۴۲۵ھ) کہتے ہیں:

وسئل عن حدیث وراد کاتب المغیرة عن المغیرة عن النبیﷺ فی مسح اعلی الخف واسفله. فقال یرویه ثور بن یزید، واختلف عنه فرواه الولید بن مسلم ومحمد بن عیسی بن سمیع عن ثور بن یزید عن رجاء بن حیوة عن کاتب المغیرة عن المغیرة ."(۴۸)

"امام دارقطنی سے مغیرہ کے کاتب وراد عن المغیرة عن النبی ﷺ سے مروی موزہ کے اوپر اور نیچے مسح کرنے کی حدیث کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے کہا اسے ثور بن یزید روایت کرتا ہے۔ اوراس سے مختلف (رواة) نے روایت کیا: [ا] ولید بن مسلم اور محمد بن عیسی بن سمیع نے اس حدیث کو "ثور بن یزید عن رجاء بن حیوة عن کاتب المغیرة عن المغیرة" (طریق سے) روایت کیا۔"

اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے، کیونکہ مغیرہ کے کاتب وراد سے یہ حدیث رجاء نے نہیں سنی۔ امام منذری لکھتے ہیں:

"أخرجه الترمذی وابن ماجة ،وضعف الامام الشافعیؒ حدیث المغیرة هذا. وقال أبو داؤد: بلغنی أنه لم یسمع ثور هذا الحدیث من رجاء، و قال الترمذی: و هذا حدیث معلول. وقال: سألت أبازرعة و محمداً (یعنی البخاری) عن هذا الحدیث، فقالا لیس بصحیح."(۴۹)

"اس حدیث کو ترمذی اورابن ماجہ نے تخریج کیاہے ،امام شافعیؒ نے مغیرہ کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، اور (امام) ابوداؤد نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ثور نے یہ حدیث رجاء سے نہیں سنی، ترمذی نے کہا کہ یہ معلول حدیث ہے اور کہا کہ میں نے ابوزرعہ اور محمد (یعنی بخاری) سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو دونوں نے کہا (کہ یہ حدیث) صحیح نہیں ہے۔"

دارقطنی ثور بن یزید کی حدیث کے دیگر طرق ذکر کرتے ہیں:

[۲،۳] وکذالک رواہ الامام الشافعی عن بعض اصحابه عن ثور ورواہ عبدالرحمن بن مهدی عن ابن المبارک عن ثور ،قال حدثت عن رجاء بن حیوة عن کاتب المغیرة عن النبیﷺ مرسلا.

[۴] وروی هذا الحدیث عن عبدالملک بن عمیر عن ورّاد عن المغیرة لم یذکر فیه اسفل الخف .

[۵] ورواه الحکم بن هشام واسماعیل بن ابراهیم بن المهاجر عن عبدالملک.

وحديث رجاء بن حيوة الذی فيه ذكر اعلى الخف واسفله، لايثبت لان ابن المبارک رواه عن ثور بن يزيد مرسلا."(۵۰)

"[۲] اور اسی طرح امام شافعی نے اپنے بعض اصحاب سے (اس نے) ثور سے اس (حدیث) کو روایت کیا۔

[۳] اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس (حدیث) کو عبداللہ بن مبارک سے (اس نے) ثور سے روایت کیا۔ اس (ثور) نے کہا مجھے (یہ حدیث) **رجاء بن حيوة عن كاتب المغيرة عن النبی ﷺ.**" سے مرسل روایت کی گئی ہے۔

[۴] اور یہ حدیث "**عبدالملک بن عمير عن وراد عن المغيرة**" سے روایت کی گئی ہے، اس میں "**اسفل الخف**" (موزہ کے نیچے) نہیں ذکر کیا گیا۔

[۵] اور اس (حدیث) کو عبدالملک سے حکم بن ہشام اور اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر نے (بھی) روایت کیا ہے۔

اور رجاء بن حیوۃ کی وہ حدیث جس میں موزہ کے اوپر اور نیچے (مسح کرنے) کا ذکر ہے۔ یہ (حدیث) ثابت نہیں ہے، کیونکہ عبداللہ بن مبارک نے اسے ثور بن یزید سے مرسل روایت کیا ہے۔"

ابو حنیفہؒ آپ کے اصحاب اور ثوری نے کہا کہ موزوں کے باطن کے سوا ان کے ظاہر پر مسح کیا جائے، یہی بات احمد بن حنبل، اسحاق اور ایک اور جماعت نے کہی ہے، اور یہی قول قیس بن سعید، ابن عبادہ، حسن بصری، عروہ بن زبیر اور عطاء بن ابی رباح وغیرھم کا ہے۔(۵۱)

ابوھریرہؓ کی حدیث:

"**روى ابو زرعة عن عمرو بن جرير عن ابی هريرة انه كان يمسح على خفيه ويقول: قال رسول الله ﷺ اذا ادخل احدكم رجليه فی خفيه وهما طاهرتان، فليمسح عليهما.**"(۵۲)

ابو زرعہ نے عمرو بن جریر سے (اس نے) ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ آپؓ اپنے موزوں پر مسح کیا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص نے اپنے پاؤں باوضو ہونے کی حالت میں اپنے موزوں میں داخل کیے ہوں تو ان پر مسح کرے۔

مسح علی الخفین پر ستر (۷۰) صحابہ اور تابعین کا عمل۔

حسن بصری نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ستر مردوں کو پایا، سبھی اپنے موزوں پر مسح کیا کرتے تھے (علاوہ ازیں) ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، تمام بدر و حدیبیہ والے اور ان کے علاوہ مہاجرین و انصار، تمام صحابہ اور تمام تابعین نے مسح پر عمل کیا۔

اور تمام شہروں میں مسلمانوں کے فقہاء اور اہل فقہ اور اہل اثر سبھی سفر و حضر میں مردوں اور عورتوں کے لئے موزوں پر مسح کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔(۵۳)

سفیان ثوری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، سعد بن ابی وقاص، ابو عبیدہ بن جراح، ابو درداء، زید بن حارث، قیس بن سعد بن ابی عبادہ، عبداللہ بن عباس، حذیفہ بن یمان، عبداللہ بن مسعود، ابو موسیٰ اشعری، ابو مسعود انصاری، خزیمہ بن ثابت انصاری، براء بن عازب، ابو ایوب انصاری، انس بن مالک، عبداللہ بن عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ، صفوان بن عسال، فضالہ بن عبید انصاری اور جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہم نے مسح کیا۔(۵۴)

اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اسواف (مدینہ کے قریب ایک موضع) میں داخل ہوئے، تو اپنی حاجت کے لیے گئے پھر باہر آ گئے۔ اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے بلال سے پوچھا: آپؐ نے کیا کیا؟ اس نے کہا: نبی ﷺ اپنی حاجت کے لیے گئے، پھر وضو کیا: اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے، اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا۔(۵۵)

با وضو ہونے کی حالت میں پہنے ہوئے موزوں پر مسح کرنے کا تواتر عملی سے ثبوت

امام شعبی نے جو حدیث عروۃ بن مغیرہ عن ابیہ سے روایت کی ہے اس میں ایک عمدہ حکم روایت کیا ہے، وہ حکم یہ ہے کہ جو شخص وضو ٹوٹنے کے بعد موزوں پر مسح کرنا چاہتا ہے اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وضو کرنے کے بعد باوضو ہونے کی حالت میں موزے پہنے ہوں۔

”عن الشعبی قال سمعت عروۃ بن المغیرۃ بن شعبۃ یذکر عن ابیہ قال: کنا مع رسول اللہ ﷺ فی رکب ومعی اداوۃ فخرج لحاجتہ ثم اقبل فتلقیتہ بالاداوۃ فافرغت علیہ فغسل کفیہ ووجھہ ثم اراد ان یخرج ذراعیہ وعلیہ جبۃ من صوف من جباب الروم

ضیقة الکمین فضاقت فادرعها ادراعا ثم اھویت الی الخفین لانزعھما فقال: "دع الخفین فانی ادخلت القدمین وھما طاھرتان فمسح علیھما۔"(۵۶)

"(امام) شعبیؒ نے کہا کہ میں نے عروۃ بن مغیرہ بن شعبہ سے سنا وہ اپنے باپ (مغیرہ بن شعبہ) سے ذکر کرتے ہیں۔ اس (مغیرہ بن شعبہ) نے کہا کہ ہم ایک قافلہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اور میرے پاس لوٹا تھا، آپ اپنی حاجت کے لیے (جنگل کی طرف) نکلے، پھر آپ آئے تو میں آپ کے پاس لوٹا لایا اور آپ (کے ہاتھوں) پر پانی بہایا تو آپ نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے، آپ پر اون کا بنا ہوا رومی جبہ تھا، آپ نے اس سے اپنے بازو نکالنا چاہے تو وہ آپ پر تنگ پڑ گیا تو آپ نے اس سے بازو پیچھے کھینچ لیے۔ پھر میں موزوں کی طرف جھکا تاکہ انہیں اتار دوں، تو آپ نے فرمایا: انہیں رہنے دیجیے۔ بلاشبہ میں نے اس حالت میں قدم (موزوں میں) داخل کیے کہ وہ پاک تھے، پھر آپ نے ان (موزوں) پر مسح کیا۔"

اس حدیث کونقل کرنے کے بعد ابن عبدالبر، امام شعبی کا قول ذکر کرتے ہیں:

"ھذا ھوالاصل المجتمع علیه ،قال لایمسح علی الخفین الا من ادخل رجلیه فیھما طاھرتین۔"(۵۷)

"آپ (شعبی) نے کہا یہ مجمع علیہ اصل ہے، کہ موزوں پر وہی شخص مسح کرے جس نے باوضو ہونے کی حالت میں ان میں اپنے پاؤں داخل کیے ہوں۔"

امام مالک فرماتے ہیں:

"و إنما یمسح علی الخفین من أدخل رجلیه فی الخفین وھما طاھرتانِ بطھر الوضوء و أمّا من أدخل رجلیه فی الخفین وھما غیر طاھرتین بطھر الوضوء فلا یمسح علی الخفین ۔"(۵۸)

"موزوں پر وہی شخص مسح کرے جس نے اپنے پاؤں وضو کی طہارت و پاکیزگی کے ساتھ پاک کرکے ان (موزوں) میں داخل کیے ہوں، لیکن جس نے اپنے پاؤں وضو کی طہارت کے ساتھ پاک کرکے نہ داخل کیے ہوں، وہ موزوں پر مسح نہ کرے۔"

موزوں پر مسح کرنے کے انکاری:

مغیرہ بن شعبہ سے مروی عبدالرحمٰن بن عوف کی امامت کی حدیث میں ایک ایسا حکم جلیل پایا جاتا

ہے جس نے اہل السنۃ اور اہل بدعۃ کے درمیان فرق قائم کردیا، یہ (حکم جلیل)، موزوں پر مسح کرنا ہے۔ اس کا انکار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو بے یار و مدگار یا مسلمانوں کی جماعت اہل فقہ اور اہل اثر سے خارج بدعتی ہو، حجاز، عراق، شام اور تمام ملکوں میں مسلمانوں کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مگر ایک قوم جنہوں نے بدعات ایجاد کیں انہوں نے موزوں پر مسح کا انکار کردیا، اور انہوں نے کہا کہ ''یہ قرآن کے خلاف ہے، اور ہو سکتا ہے کہ قرآن نے اسے منسوخ کر دیا ہو۔'' اس سے اللہ کی پناہ کہ رسول اللہ ﷺ کتاب اللہ کی مخالفت کریں، بلکہ آپ تو اس (کتاب اللہ) سے اللہ کی مراد کو واضح کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ عز و جل نے اس کا حکم اپنے اس فرمان میں دیا ہے۔ ﴿وانزلناالیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم﴾[۵۹] وقال﴿فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم﴾[۶۰] ﴿اور ہم نے تیری طرف ذکر نازل کیا تاکہ تم لوگوں کے سامنے بیان کر دو جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے﴾ اور فرمایا ﴿تیرے رب کی قسم جب تک یہ تجھے اپنے جھگڑوں میں فیصل نہ ٹھہرا لیں یہ مومن نہیں بن سکتے﴾

مسح کے قائلین جمہور صحابہ اور تابعین ہیں اور قدیم و جدید فقہائے مسلمین ہیں لہذا ان تمام پر قران کے معانی سے جاہل رہنے کا کیسے وہم کیا جاسکتا ہے؟[۶۱]

> ''و القائلون بالمسح علی الخفین ھم الجم الغفیر ...... وھو مذھبہ عند کل من سلک الیوم سبیلہ لاینکرہ منھم أحد.''[۶۲]
>
> ''موزوں پر مسح کرنے کی قائل ایک بڑی جماعت ہے، اور عدد کثیر سے غلط کام ہونا جائز نہیں ہے اور یہ جمہور صحابہ تابعین اور فقہائے مسلمین ہیں۔

اور امام مالکؒ سے سفر و حضر میں موزوں پر مسح کرنے کا انکار روایت کیا گیا ہے، اس روایت کا آپ کے قول کے اکثر قائلین نے انکار کیا ہے۔ آپ سے سفر و حضر میں موزوں پر مسح کرنے کی اجازت کی روایات اکثر و اشہر (بہت زیادہ اور بہت مشہور) ہیں۔ اس پر آپ نے اپنے مؤطا کی بنیاد رکھی، آج جتنے لوگ آپ کے مذہب پر ہیں ان سب کے نزدیک آپ کا یہی مذہب ہے۔ ان میں سے کوئی بھی اس کا انکاری نہیں ہے۔''

شعبہ، ثوری، ابن عیینہ اور ابو معاویہ وغیرھم نے ''اعمش عن ابراھیم عن ھمام بن الحارث'' سے روایت کیا، اس (ہمام بن حارث) نے کہا کہ میں نے جریر کو دیکھا، اس نے پیشاب کیا اور لوٹے سے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، اس (جریر) سے کہا گیا، کیا آپ یہ (مسح) کرتے ہیں؟ تو

آپ (جریر) نے فرمایا: جس کام کو کرتے ہوئے میں نے رسول اللہﷺ کو دیکھا ہے اس سے مجھے کون سی چیز روک سکتی ہے؟

ابراہیم نے کہا کہ عبداللہ بن احمد بن حنبل کے اصحاب کو یہ حدیث بہت پسند تھی اور وہ اس سے خوش ہوتے تھے، کیونکہ جریر کا اسلام نزولِ مائدہ کے بعد کا ہے۔(۶۳)

اہل سیر کہتے ہیں کہ جریر ۱۰ھ کے آخر میں اور ۱۱ھ کے شروع میں مسلمان ہوئے اور اسی سال رسول اللہﷺ کا انتقال ہوا۔(۶۴)

مسح علی الخفین پر ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور تمام اہل بدر اور اہل حدیبیہ و غیرھم انصار و مہاجرین نے عمل کیا ہے۔(۶۵)

ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول نے موزوں پر مسح کیا جو اس سے بے رغبتی کرتے ہوئے اسے ترک کر دے وہ شیطان میں سے ہے۔(۶۶)

ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

لا أعلم أحدا من الصحابة جاء عنه إنكار المسح على الخفين ممن لا يختلف عليه فيه إلا عائشة .''(۶۷)

''جن صحابہ پر اس (مسئلہ) میں کوئی اختلاف نہیں کیا جاتا میں ان (صحابہ) میں سے کسی ایسے صحابی کو نہیں جانتا جس سے موزوں پر مسح کا انکار مروی ہو، سوائے عائشہؓ کے۔'' (عائشہؓ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے)۔

ابن عبدالبر مزید لکھتے ہیں:

''وکذٰلک لاأعلم أحدا من فقهاء المسلمين روى عنه إنكار ذلک إلا مالكا والروايات الصحاح عنه بخلاف ذلک ،موطؤه يشهد للمسح على الخفين فى الحضر والسفر وعلى ذٰلک جميع أصحابه وجماعة أهل السنة وإن كان من أصحابنا من يستحب الغسل ويفضله على المسح من غير انكار للمسح .''(۶۸)

''اور اسی طرح میں فقہائے مسلمین میں سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس سے اس کا انکار مروی ہو سوائے (امام) مالک کے، جبکہ آپؒ سے صحیح روایات اس کے خلاف آئی ہیں۔ آپ کا مؤطا سفر و حضر میں مسح علی الخفین کی شہادت دیتا ہے۔ اسی پر آپ کے تمام اصحاب، اور اہل السنۃ ہیں، اگرچہ ہمارے اصحاب میں سے بعض دھونے کو پسند کرتے

ہیں اور مسح کا انکار کیے بغیر اسے مسح پر فضیلت دیتے ہیں۔‘‘

دورانِ سفر مسح کے بارے میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔ امام مالکؒ سے اس بارے میں تین روایات آئی ہیں:

۱۔ آپ کا سفر و حضر میں مسح سے انکار کرنا۔

۲۔ حضر میں مسح کو مکروہ سمجھنا اورسفر میں جائز قرار دینا۔

۳۔ سفر و حضر میں مسح کو جائز قرار دینا۔

اس تیسری صورت کو حجاز، عراق، شام اور مشرق و مغرب کے فقہائے امصار نے اختیار کیاہے۔‘‘(۶۹)

جبکہ سفر و حضر میں **مسح علی الخفین** کی کئی صحیح احادیث پہلے بیان کر دی گئی ہیں، لہذا یہ مسح رسول اللہؐ، آپؐ کے اصحاب کرام، ان کے اتباع اور تبع تابعین سے تواتر عملی کے ساتھ ثابت ہے۔

حوالہ جات

۱۔ شاہ اسماعیل شہید: مختصر فی اصول الفقه:ص:۷۹، ادارہ اشاعت السنة، لاھور،۱۳۸۸ھ،۱۹۶۸ء

۲۔ البخاری:صحیح البخاری: کتاب الحیض: باب تقضی الحائض المناسك...... الخ: ص: ۳۵ حدیث: ۳۰۵؛ مسلم بن حجاج، القشیری: صحیح مسلم:کتاب الحیض: باب ذکر الله تعالیٰ فی حال الجنابة وغیرها: حدیث۸۲۶ ص:۱۶۰ مطبع دارالسلام، الریاض۱٤۱۹ھ،۱۹۹۹ھ۔

۳۔ البخاری: صحیح البخاری: کتا ب مواقیت الصلوۃ : باب وقت العصر : حدیث:۵۵۰ص۹۲

٤۔ ابن ماجة، محمد بن یزید، ابو عبدالله القزوینی: ’’السنن‘‘ کتاب السنة: باب اتباع الخلفاء الراشدین المهدیین: ص:٦ حدیث:٤۲ مبطع دارالسلام، الریاض:۱٤۲۰ھ، ۱۹۹۹ء

۵۔ الدارقطنی، علی بن عمر، ابوالحسن: ’’السنن‘‘: ص:۳۱٦/۱، نشرالسنة ملتان، سن ندارد

٦۔ کان الطلاق علی عهد رسول الله ﷺ وابی بکر وسنتین من خلافة عمر......الخ۔’’صحیح مسلم‘‘ کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث: حدیث۳٦۷۳،ص:٦۳۰۔

۷۔ ابن قیم، الجوزیة، شمس الدین، ابو عبدالله محمد بن ابی بکر: ’’اغاثة اللهفان من مصاید الشیطان‘‘ مطبع مصطفیٰ البابی، الحلبی، بمصر:۱۳۸۱ھ

۸۔ المرغینانی، ابوالحسن، برهان الدین، علی بن ابی بکر:’’الهدایة‘‘ص۱۱۰مکتبه شرکت علمیه ملتان، سن ندارد

۹۔ نفس المرجع

۱۰۔ مسلم بن حجاج قشیری: صحیح مسلم: باب صلوۃ اللیل وعدد رکعات......الخ۔حدیث۱۷۳٦ص۳۰۱

۱۱۔ لکھنوی، ابوالحسنات، عبدالحیی، مولانا: مجموعة الفتاوی، ص۲۹۵/۱: مطبع یوسفی، لکھنؤ:۱۳۱٤ھ،۱۸۹٦ء

۱۲۔ نفس المرجع: ص۲۹۰/۱

۱۳۔ مالك بن انس، امام:المؤطا، (تحقيق: بشار عواد معروف): باب ماجاء فی قيام رمضان: حديث۳۰۱، ص۱۷۱ دار الغرب الاسلامی، بيروت:۱٤۱۷ھ،۱۹۹۷ء
۱٤۔ نفس المرجع: حديث:۳۰۲، ص۱۷
۱۵۔ نفس المرجع: حديث۳۰۵
۱٦۔ امام مالك: المؤطا: ص:۷۵/۱، ۷٦
۱۷۔ الزرقانی، محمد بن عبدالباقی: شرح الزرقانی علی مؤطا لامام مالك:ص:۷٦/۱، المكتبة التجارية الكبریٰ بالقاهره ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹م
۱۸۔ نفس المرجع
۱۹۔ الدارقطنی، ابوالحسن علی بن عمر:العلل الواردة فی الاحاديث النبوية: ص:۱۰٦/۷، دارطيبة، الرياض:۱٤۰۵ھ/۱۹۸۵
۲۰۔ نفس المرجع: ص:۱۰٦/٦، ۱۰۷
۲۱۔ نفس المرجع: ص:۱۰۷/۷
۲۲۔ نفس المرجع: ص:۱۰۷/۷
۲۳۔ نفس المرجع: ص:۱۰۸/۷
۲٤۔ ابن عبدالبر، ابوعمر، يوسف بن عبدالله، القرطبی: التمهيد لما فی المؤطا من المعانی والاسانيد: ص:۱۲۱/۱۱، مكتبة تجارية مصطفیٰ احمد الباز،مكة المكرمة:۱۳۸۷ھ/۱۹٦۷ء
۲۵۔ محمد زكريا، الكاندهلوی، مولانا: اوجزالمسالك الی مؤطا مالك: ص:244/1، مكتبة امدادية ملتان، ۱٤۰۰ھ/۱۹۸۰ء
۲٦۔ نفس المرجع:ص: ۲٤٤/۱، ۲٤۵
۲۷۔ نفس المرجع: ص: ۲٤۵/۱
۲۸۔ السيوطی، جلال الدين عبدالرحمن بن ابی بكر: تنوير الحوالك شرح مؤطامالك، ص45/1 مطبع مصطفی البابی مصر، ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء
۲۹۔ ابن عبدالبر: التمهيد: ص: ۱۲۵/۱۱
۳۰۔ نفس المرجع: ص: ۱۲۷
۳۱۔ ابن عبدالبر: الاستذكارالجامع لمذاهب فقهاء الامصار و علماء الاقطار فيما تضمنه المؤطا من معانی الرأی والاثار وشرح ذلك كله بالايجاز والاختصار (تخريج: عبدالمعطی امين قلعجی) دارالوعی بالقاهرة، الطبعة الاولیٰ۱٤۱٤ھ/۱۹۹۳ء: ص: ۲۲٦/۲
۳۲۔ اليدی، ابوالفيض، محمد مرتضیٰ: لقط اللالی المتناثرة فی الاحاديث المتواترة: ص:۳۷۲: دارالكتب العلميه بيروت: ۱٤۰۵ھ/۱۹۸۵ء
۳۳۔ المرجع السابق:ص: ۲۲۳
۳٤۔ نفس المرجع
۳۵۔ حافظ، ابن حجر، احمدبن علی، العسقلانی: فتح الباری: ص: ۳۰٦/۱: دارنشرالكتب العلمية، لاهور ۱٤۰۱ھ/۱۹۸۱ء
۳٦۔ ابن عبدالبر: التمهيد:ص: ۱۳۸/۱۱

۳۷۔ نفس المرجع:ص: ۱٤۲
۳۸۔ نفس المرجع:ص: ۱۳۹
۳۹۔ امام مالك:المؤطا:ص: ۱/۷۷
٤۰۔ نفس المرجع:ص: ۷۸
٤۱۔ نفس الرجع:ص: ۱/۷۸
٤۲۔ نفس المرجع:ص: ۷۹
٤۳۔ المنذری، عبدالعظیم بن عبدالقوی: مختصر سنن ابی داؤد:ص: ۱۲٤:مکتبة اثریة، سانگله هل، الطبعة الثانیة،۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء
٤٤۔ ابن عبدالبر: التمهید:ص: ۱۱/۱٤٦
٤۵۔ نفس المرجع:ص: ۱٤۷
٤٦۔ نفس المرجع
٤۷۔ نفس المرجع:ص: ۱٤۷/۱٤۸
٤۸۔ الدارقطنی:العلل الواردة فی الاحادیث النبویة:ص: ۷/۱۰۹، ۱۱۰، ۱۲۳۸
٤۹۔ المنذری:مختصر سنن ابی داؤد:ص: ۱/۱۲۵
۵۰۔ المرجع السابق:ص: ۱۱۰، ۱۱۱
۵۱۔ ابن عبدا لبر:التمهید:ص: ۱۱/۱٤۸
۵۲۔ نفس المرجع:ص: ۱۳۹
۵۳۔ نفس المرجع:ص: ۱۳۷
۵٤۔ نفس المرجع:ص: ۱۳۷، ۱۳۸
۵۵۔ نفس المرجع:ص: ۱٤٤
۵٦۔ نفس المرجع:ص: ۱۲۷، ۱۲۸
۵۷۔ نفس المرجع:ص: ۱۲۸
۵۸۔ امام مالك :المؤطا:(تحقیق: بشار) حدیث ۸۳ ص ۱/۷۸
۵۹۔ النحل: ٤٤
٦۰۔ النساء:٦۵
٦۱۔ ابن عبدالبر:التمهید:ص: ۱۱/۱۳٤، ۱۳۵
٦۲۔ ابن عبدالبر:الاستذکار:ص: ۲/۲۱٦
٦۳۔ نفس المرجع:ص: ۲۳۷، ۲۳۸ ;التمهید:ص: ۱۱/۱۳۵، ۱۳٦
٦٤۔ ابن عبدالبر:الاستذکار:ص: ۲/۲۳۸
٦۵۔ نفس المرجع:ص: ۲٤۰
٦٦۔ نفس المرجع:ص: ۲٤۲
٦۷۔ ابن عبدالبر:استذکار:ص: ۱/۲۱۸
٦۸۔ نفس المرجع ص: ۱/۲۱۸
٦۹۔ نفس المرجع ص: ۲/۲٤۳